تداعی کا مفہوم اور اس کا حکم

تحریر

مفتی عبیدالرحمان صاحب
رئیس دارالافتاء والارشاد، مردان

مکتبہ دارالتقویٰ، مردان

کتاب السنۃ والبدعۃ

تداعی کا مفہوم اور اس کا حکم

اجتماعی مجالسِ ذکر کے حوالہ سے ہمارے ہاں اہلِ علم کی آراء مختلف ہیں: بعض حضرات اس کے ندب واستحباب یاکم از کم جواز کے قائل ہیں جبکہ بعض حضرات اس کے مکروہ وبدعت ہونے کے مدعی ہیں، جانبین کی طرف سے اس پر متعدد رسائل وکتب بھی لکھے گئے۔ ممانعین حضرات میں سے حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عبد الواحد صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مفتی محمد رضوان صاحب وغیرہ سرِفہرست ہیں اور مجوزین حضرات میں سے ہمارے حضرت مولانا مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب زید مجدہم، حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب زید مجدہم وغیرہ حضرات نمایاں ہیں۔ بہت سے جگہوں پر اس کو مناظرہ ومباحثہ کا موضوع بھی بنایا گیا جس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت ہے نہ موقع۔ البتہ چونکہ اس مسئلہ کی بڑی بنیاد "مسئلہ تداعی" ہے اور اکثر اختلاف اسی تداعی کے مسئلہ کی وجہ سے پیدا ہوا، اس لئے یہاں خالص فقہی نقطہ نظر سے اس مسئلہ کی کچھ تفصیل ذکر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ درست بات کو سمجھنے اور بولنے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائیں۔

تداعی: تعارف وحکم

تداعی باب تفاعل کا مصدر ہے جس کا معنیٰ ہے ایک دوسرے کو کسی چیز کی دعوت دینا، اس کی طرف بلانا۔ اور بلانے کے نتیجے میں چونکہ لوگ جمع ہو جاتے ہیں

اور کثرت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے بعض کتابوں میں اس کو کثرت کے معنیٰ میں بھی لیا گیا ہے[1]۔

اس کا حکم کیا ہے؟ تداعی کا حکم اس چیز کے حکم کے تابع ہے جس کی طرف لوگوں کو بلایا جارہا ہو، لہٰذا جائز کام کے لئے تداعی بھی جائز اور ناجائز کام کی تداعی بھی ناجائز ہی قرار پائے گی۔ یہ تو تداعی کا فی نفسہ حکم ہے، البتہ دیگر تمام امور کی طرف خارجی عناصر وعوامل کی وجہ سے اس حکم میں فرق وتفاوت بھی آسکتا ہے، مثال کے طور پر جائز یا فرض اور واجب کے لئے تداعی کی جارہی ہو لیکن تداعی کا طریقہ شرعی نقطہ نظر سے درست نہ ہو کہ مستحب ومندوب کو شرعی واجبات کی طرح پیش کرکے اس کی طرف لوگوں کو ترغیب دے رہا ہو، یا اس کے بالکل برعکس واقعی فرض کو محض مستحب یا جائز قرار دیکر اس کی طرف لوگوں کو راغب کررہا ہو، یا طریقہ کار میں تو کوئی ممانعت کا عنصر موجود نہ ہو لیکن نیت خالص نہ ہو بلکہ کوئی کم نصیب ریاء کے جذبے سے محوِ تداعی ہو، تو ان تمام صورتوں میں تداعی شرعاً درست نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی ناجائز کام کی طرف لوگوں کو اس طور پر بلا رہا ہو کہ بظاہر تو وہ تداعی معلوم ہوتی ہو لیکن حقیقت میں اس سے لوگوں کو دور رکھنا مقصود ہو اور مخاطب بھی ایسا ہو کہ وہ اس صوری تداعی کی وجہ سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوتا ہو، تو ایسی صوری تداعی گو ناجائز کی طرف محسوس ہوتی ہے لیکن شرعاً

---

[1] حاشية ابن عابدين على الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي وفي صلاة الرغائب، ج۲ص۴۸.

ناجائز نہیں ہے چنانچہ قرآن کریم میں بھی ایسی صوری تداعی کی نظیر موجود ہے :"فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر"۔(جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کردے)

تین اشکالات

اس پر تین اشکال کئے جاسکتے ہیں: ایک تو یہ کہ فقہاء کرام نے متعدّد ایسی جزئیات ذکر فرمائے ہیں جہاں کوئی کام فی نفسہ جائز ہوتا ہے لیکن باجماعت کرنے سے ممانعت کی جاتی ہے، مثلاً عام نفل نماز ہے(عام کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ جن نوافل میں جماعت کرنا ثابت ہے وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں) کہ انفرادی طور پر بجالانا نیکی وبزرگی کی بات ہے لیکن باقاعدہ جماعت کی صورت میں اس کو مکروہ قرار دیاجاتا ہے اور وجہ اس کی یہی بتائی جاتی ہے کہ اس میں تداعی شامل ہوگئی اور تداعی کے طور پر باجماعت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔"درر وغرر"میں ہے:

ولا يصلي التطوع بجماعة إلا قيام رمضان وعن شمس الأئمة الكردري أن التطوع بالجماعة إنما يكره إذا كان على سبيل التداعي أما لو اقتدى واحد بواحد واثنان بواحد لا يكره وإذا اقتدى ثلاثة بواحد اختلف فيه، وإن اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقا، كذا في الكافي.[1]

---

[1] درر الحكام شرح غرر الأحكام،كتاب الصلاة،ج١ص١٢٠.

ترجمہ:"تراویح کے علاوہ دیگر نوافل باجماعت اداکرنادرست نہیں،امام کردری فرماتے ہیں کہ باجماعت نفل تب مکروہ ہے جب تداعی کے ساتھ ہو،اگر کوئی ایک یادومقتدی بن کر اقتداء کریں تومکروہ نہیں البتہ اگر امام کے علاوہ تین مقتدی ہوں تو پھر اختلاف ہے اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے"۔

علامہ میدانی رحمہ اللہ کی "اللباب" میں ہے:

(ولا يصلي الوتر) ولا التطوع (بجماعة في غير شهر رمضان) : أي يكره ذلك لو على سبيل التداعي. در. وعليه إجماع المسلمين[1].

ترجمہ:"رمضان المبارک کے مہینے میں وتر اور تراویح کے علاوہ باجماعت نفل پڑھنااگر تداعی کے طور پر ہوتو مکروہ ہے اوراس پر مسلمانوں کااتفاق ہے"۔

دوسرا اشکال جو اس سابقہ تقریر پر کیاجاسکتا ہے اور جو مآل کار پہلے ہی اشکال کاحصہ یا تتمہ ہےوہ یہ ہے کہ بہت سے اہلِ فقہ وفتویٰ حضرات یہ تصریح فرماتے ہیں کہ مستحبات کے لئے تداعی کرنامکروہ،بدعت یاذریعہ بدعت ہے۔

تیسرا اشکال جو اپنی جگہ کافی اہمیت رکھتاہے وہ یہ ہے کہ اجتماعی کیفیت اوراس کی فضیلت تو دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہے،اس لئے اس کو بدعت اضافیہ کے ضمن میں شامل ہونا چاہیئے۔ علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے اپنی مفید کتاب "الاعتصام" میں متعدد جگہ یہی بات ذکر فرمائی ہے،ایک جگہ وہ شرعی طریقہ اور بدعی طریقے کے درمیان فروق بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] اللباب في شرح الكتاب، كتاب الصلاة،باب قيام شهر رمضان،ج١ص ١٢٢.

ومنها: التزام الكيفيات والهيئات المعينة، كالذكر بهيئة الاجتماع على صوت واحد، واتخاذ يوم ولادة النبي صلىٰ الله عليه وسلم عيدا، وما أشبه ذلك.[1]

ترجمہ:"بدعت کے اسباب میں سے ایک مختلف اعمال کے لیے اپنی طرف سے ہیئات اور کیفیات ضروری سمجھنا بھی ہے، مثلاایک آواز اجتماعی طور پر ذکر کرنا، یاآپ ﷺ کی یوم ولادت کو عید ٹھہرانا وغیرہ"۔

تینوں اشکال کے جوابات

یہ تینوں اشکال اپنی جگہ درست ہیں،اب خواہ تداعی کو لغوی معنیٰ میں لیکراس کی بعض صورتوں کو جائز اور بعض کو ناجائز قرار دیاجائے یاعدم جواز والی صورتوں کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اس لفظِ تداعی کو فقہی اصطلاح قرار دیکر مطلقاً مکروہ قرار دیاجائے اور جواز والی صورتوں کو اس کے فقہی مفہوم کے تحت داخل ہی نہ قرار دیاجائے، لیکن بہر حال حقیقت یہ ہے کہ مطلقِ تداعی کی بعض صورتیں ناجائز بھی ہیں، لیکن اس کے ناجائز ہونے کی وجہ خود تداعی ہونا نہیں ہے ورنہ تواس کو بہر صورت ناجائز قرار دیاجاتااور تقسیم کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

ناجائز ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شرعی حکم یااس کے ہیئت و کیفیت کو اپنی اصل مقام ومرتبہ سے بڑھاچڑھاکراس کے لئے تداعی کی جائے یااس بات کاغالب خدشہ ہو۔اس سے جائز اور ناجائز صورتوں کو بھی سمجھاجاسکتاہے۔اور ان دونوں صورتوں کو جو ناجائز قرار دیاگیاہے اس کی بڑی وجہ خود بدعت یاذریعہ بدعت ہونا

---

[1] الاعتصام للشاطبي ت الهلالي،مبحث تعريف البدعة،ج١ص ٥٣.

ہے کیونکہ شرعی دلیل کے بغیر کسی حکم کو اپنی اصلی شرعی جگہ سے بڑھانا یا گھٹانا بدعت ہے۔ چنانچہ اگر کسی مستحب ومندوب کو مؤکد یا فرض واجب سمجھا جائے یا خود عامل کے ذہن میں تو ایسا نہ ہو لیکن طرزِ اقدام ایسا ہو جس سے دیکھنے سننے والے لوگوں کو بجاطور پر ایسا مغالطہ ہوجائے اور وہ ایسا اعتقاد رکھنے لگے تو بلاشبہ یہ بدعت کے تحت داخل ہوگا۔ حضرات فقہاء کرام نے اس بنیاد پر کئی جزئیات کو متفرع فرمایاہیں مثلاً "فتاویٰ ہندیہ" میں ہے:

وأما إذا سجد بغير سبب فليس بقربة ولا مكروه وما يفعل عقيب الصلوات مكروه؛ لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة وكل مباح يؤدي إليه فمكروه، هكذا في الزاهدي.[1]

ترجمہ: "بغیر سبب کے سجدہ کرنا کارِ ثواب نہیں، البتہ مکروہ بھی نہیں۔ تاہم نمازوں کے بعد متصل جو سجدہ کیا جاتا ہے وہ مکروہ ہے، کیونکہ جہلاء اسے سنت یا واجب سمجھتے ہیں (یا سمجھیں گے)، جو واجب بھی اس بد اعتقادی کا موجب ہو وہ مکروہ ہوگا

یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے مطلقِ تداعی کو ناجائز نہیں کہا بلکہ انہی صورتوں کو ممنوع قرار دیا جہاں درجِ بالا دو خرابیوں میں سے کوئی خرابی پیدا ہو سکتی ہو۔ مثال کے طور پر نفل نماز کی جماعت کا مسئلہ ہے کہ اگر ایک یا دو شخص مقتدی ہوں تو جائز ہے، تین ہو تو اختلاف ہے اور چار آدمی اقتدا کریں تو بالاتفاق مکروہ وممنوع ہے۔ اگر مطلقِ تداعی مکروہ وممنوع ہوتی تو اس تفصیل و تشقیق کی ضرورت نہ رہتی بلکہ اقتداء

---

[1] الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر، ج١ص ١٣٦.

کرنے والا ایک ہو یا دو بہر حال اس کو ناجائز قرار دیاجاتا۔ حالانکہ غور کیاجائے تو ذکر واذکار اور دیگر مستحبات کی بنسبت نفل نماز کا مسئلہ زیادہ اہم ہے، ایک تو اس لئے کہ یہاں نماز میں جماعت خود عبادت اور موجب ثواب ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز خالص عبادات میں سے ہے جہاں عقل وقیاس کے گھوڑے عموماً مفلوج ہو جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نفل نماز کی اس امتیازی کیفیت کو دیکھ کر بعض اہلِ علم نے یہ موقف اپنایا کہ تداعی اور اجتماعیت کی کراہت نفل نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن یہ موقف اس لئے درست معلوم نہیں ہوتا کہ تداعی کے کراہت وممانعت کی جو وجوہات اوپر درج کی گئی ہیں، وہ کچھ نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہیں بلکہ دیگر مندوبات میں بھی پائی جاسکتی ہیں، اس لئے علتِ کراہت جب متعدی ہے توساتھ حکم بھی متعدی ہونا چاہئے۔ اسی لئے حضرات فقہاء کرام نے نفل نماز کے علاوہ متعدد جزئیات میں بھی یہی حکم ذکر فرمایا ہیں۔ مثال کے طور پر "محیط برہانی" میں ہے:

قراءة الفاتحة بعد المكتوبة لأجل المهمات مخافته أو جهراً مع الجمع مكروهة، وكذلك قراءة الكافرون مع الجمع مكروهة؛ لأنها بدعة لم ينقل عن الصحابة، وعن التابعين رضوان الله عليهم أجمعين.[۱]

---

۱ المحيط البرهاني في الفقه النعماني، كتاب الاستحسان والكراهية،الفصل الرابع في الصلاة، والتسبيح، وقراءة القرآن، ج۵ص۳۱۲.

ترجمہ:" فرض نماز کے بعد مشکلات کے حل کے لیے چپکے یابلند آواز سے ایک ساتھ سورۃ فاتحہ یاسورۃ کافرون پڑھنابدعت اور مکروہ ہے، کیونکہ ایسا کرنا صحابہ کرام یاتابعین سے ثابت نہیں"۔

"نصاب الاحتساب" میں ہے:

قِرَاءَة الْفَاتِحَة بعد الْمَكْتُوبَة لأجل الْمُهِمَّات مخافتة أَو جَهرا مَعَ الْجمع مَكْرُوهَة وَكَذَلِكَ قِرَاءَة سُورَة الْكَافِرُونَ مَعَ الْجمع مَكْرُوهَة لِأَنَّهَا بِدعَة لم ينْقل ذَلِك عَن الصَّحَابَة وَلَا عَن التَّابِعين.[1]

ترجمہ:" فرض نماز کے بعد مشکلات کے حل کے لیے چپکے یابلند آواز سے ایک ساتھ سورۃ فاتحہ یاسورۃ کافرون پڑھنابدعت اور مکروہ ہے، کیونکہ ایسا کرنا صحابہ کرام یاتابعین سے ثابت نہیں"۔

واضح رہے کہ یہ تفصیل کسی حکم شرعی کے ہیئت و کیفیت میں بھی جاری ہوتی ہے یعنی جس طرح کسی کام کو اپنی اصلی شرعی جگہ سے بڑھانابدعت ہے یوں ہی کسی حکم کی ہیئت و کیفیت کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا بھی بدعت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی حکم اطلاق کے ساتھ ثابت ہے تو کسی بھی ہیئت و کیفیت کے ساتھ اس کو بجالایاجاسکتا ہے جبکہ وہ ہیئت بذات خود جائز ہو لیکن اگر کسی خاص ہیئت کو بلا دلیل شرعی ضروری قرار دیاجائے یا حکم شرعی کو اسی کے اندر منحصر قرار دیاجائے تو یہ بھی بدعت ہے۔ امام شاطبی رحمہ اللہ کی اصطلاح میں اس کو بدعت اضافیہ کہاجاتا ہے۔

---

[1] نصاب الاحتساب،الْبَاب السَّادِس وَالْأَرْبَعُونَ فِي الاحتساب فِي فعل الْبدع من الطَّاعَات وَترك السّنَن،ص: ۳۰۵.

البتہ کونسی چیز ذریعہ بدعت ہوگی اور کونسی نہیں؟ یہ ایک اجتہادی اور فکری وتجرباتی نوعیت کامسئلہ ہے جہاں اختلاف رائے کا ہونا نہ مضر ہے نہ بعید۔ بلکہ فقہ وفتویٰ کی شرائط اگر کسی شخصیت میں موجود ہوں اور ماحول ومعاشرے سے بھی وہ واقف ہو تو ایسی شخصیت کو ان جیسے مسائل میں دیانت داری کے ساتھ کسی موقف کو اپنانے کا حق ہے اور اگر ایسی اہلیت رکھنے والے حضرات کی آراء اس بارے میں مختلف ہو جائیں تو درست ہے۔

یہ بات اپنی جگہ بجاہے کہ جب سنت وبدعت میں تعارض آجائے تو بدعت کے پہلو کو ترجیح دیکر اس کام کو چھوڑ دیا جائے گا لیکن ظاہر ہے کہ کیا واقعی دونوں پہلو میں تعارض موجود بھی ہے یا نہیں؟ یہ معاملہ وہی غور وفکر اور تجربے کا متقاضی ہے۔ ایسے موقع پر جو چیز حد درجہ مذموم ہے وہ یہ ہے کہ جانبین سے لعن وطعن کا سلسلہ شروع ہو جائے، خصوصاً درج بالا اہلیت سے عاری حضرات اگر جانبین میں سے کسی پر طعن وملامتی کے تیر برسانے لگے تو یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے بلکہ اس کے نتیجے میں جو منکرات ومعاصی کا دریا بہنا شروع ہو جاتا ہے وہ اس معصیت سے کئی گنا بڑھ کر ہوتا ہے جس پر نکیر کی جارہی ہو۔ کتنی ہی عجیب بات ہے کہ اجتہادی نوعیت کے مسائل کی وجہ سے باہم تفرق وتحزب کی شان پیدا ہو جائے اور پھر متعدد قطعی ومتفق علیہ معاصی ومنکرات پر سے گزر اجائے!۔

مجالسِ ذکر کا حکم

متعدد روایات سے مجالس ذکر کی فضیلت اور اہمیت ثابت ہوتی ہے، لیکن سوال ہوتا ہے کہ اس کا محمل ومصداق کیا ہے؟ بعض حضرات نے تو اس کے ثبوت ہی

سے انکار کیا اس لئے ان کے ہاں تو یہ سوال غیر اہم ہے۔ جن حضرات کے نزدیک یہ فضیلت ثابت ہے ان میں سے بعض حضرات نے تو اس کا محمل محض مجالسِ علم و تذکیر کو قرار دیا اور اس پر حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ وغیرہ حضرات کے اقوال سے استدلال فرمایا۔ بعض حضرات نے اس کا مصداق اتفاقی مجالس کو قرار دیا جہاں خود ذکر کے لئے مجلس جمانا پہلے سے مقصود نہ ہو، جبکہ اس کے بالمقابل بہت سے حضرات نے تمام مجالسِ ذکر کو اس کا محمل ٹھہرایا۔

اس سلسلے میں تمام باتوں پر مکرر غور وفکر کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی مجلسِ ذکر میں کوئی ناجائز عنصر شامل ہو جائے تو وہ مذموم وممنوع ہے لہٰذا استحباب وفضیلت والی نصوص کا وہ کسی طرح محمل نہیں بن سکتا کیونکہ استحباب وندب اور کراہت وممانعت کے درمیان تضاد ہے اور پہلے درج کیا گیا ہے کہ تداعی جب بدعت یا ذریعہ بدعت ہو تو وہ بھی ناجائز ہونے کے عناصر میں سے ایک اہم عنصر ہے، لہٰذا ایسی ناجائز تداعی یا اس کے علاوہ منکرات پر مشتمل مجالس ذکر اس فضیلت وترغیب کے تحت یقیناً داخل نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ جو مجالسِ ذکر منکرات سے خالی ہوتی ہیں بالخصوص ناجائز تداعی سے بھی پاک ہوتی ہوں وہ یقیناً ان فضائل کا مصداق ومحمل ہے۔ جہاں تک مختلف شارحین کا مجالس ذکر کو مجالس علم وتذکیر پر حمل کرنے کی بات ہے تو اس کا مقصود یہ ہے کہ مجلس علم بھی مجلس ذکر کی ایک شاخ اور صورت ہے، یہ دعویٰ مطلوب نہیں ہے کہ صرف مجالس علم ہی اس کا مصداق ہیں اور اس کے علاوہ کوئی مجلس اس کا محمل نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مجالس ذکر منعقد کرنا نہ مطلقاً جائز ہے نہ ہی مطلقاً ناجائز وبدعت کہنا درست ہے بلکہ اس کا دار مدار منکرات موجود ہونے اور نہ ہونے پر ہے۔ اس موقع پر جو منکرات عام طور پر موجود ہوسکتی ہیں، وہ یہ ہیں:

مروجہ مجالس ذکر میں موجود چند منکرات

ا: ناجائز تداعی کی صورت پر مشتمل ہونا: کہ ان مجالس کو اپنی واقعی شرعی حیثیت سے بڑھا چڑھا کر واجبات کی طرح قرار دیا جائے اور اسی طور پر اس کی دعوت دی جائے جس کی ایک نشانی یہ ہوسکتی ہے کہ شامل نہ ہونے والوں پر ایسی طعن وتشنیع کی جائے جو واجبات چھوڑنے پر کی جاتی ہے۔

۲: ریاء ونمود کا شامل ہونا: لیکن ظاہر ہے کہ یہ ایک باطنی اور قلبی معاملہ ہے لہٰذا کسی پر بلاوجہ بدگمانی کرنا درست نہیں ہے۔

۳: ان مجالس کی وجہ سے آس پاس والے لوگوں کا تکلیف ومشقت میں پڑنا؛

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے التجاء ہے کہ دین کی صحیح سمجھ نصیب فرمائیں اور امتِ مرحومہ کے شیرازے کو غیر ضروری اختلافات ونزاعات سے حفظ وامان میں رکھے اور ہمیں اپنے دین متین کی خدمت وحفاظت کے لئے استقامت کے ساتھ قبول ومنظور فرمائیں۔

ناکارہ عبید الرحمٰن عفی عنہ۔

نزیلِ حال جامعہ فیض الاسلام نوشہرہ۔

۲۹ شعبان المعظم ۴۲ھ

☆☆☆☆☆☆☆